فیضانِ مدنی مذاکرہ (قسط: 31)

جنت میں مردوں کو حوریں ملیں گی تو عورتوں کو کیا ملے گا؟

(مع دیگر دلچسپ سُوال جواب)

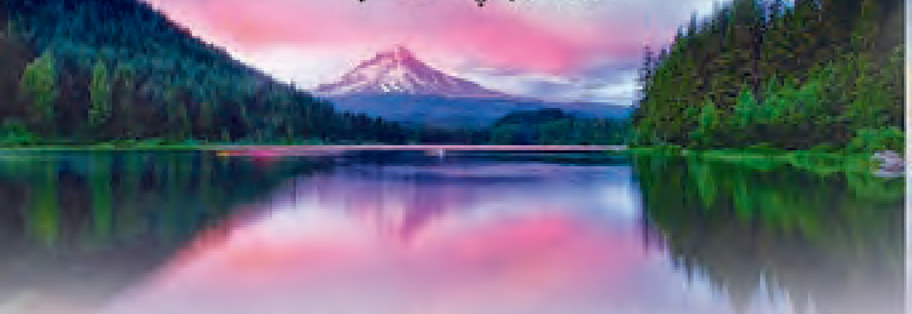

یہ رسالہ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کے مدنی مذاکرہ نمبر 23 کے مواد سمیت المدینۃ العلمیہ کے شعبے فیضانِ مدنی مذاکرہ نے نئی ترتیب اور کثیر نئے مواد کے ساتھ تیار کیا ہے۔

پہلے اِسے پڑھ لیجیے!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے بانی، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے مخصوص انداز میں سنتوں بھرے بیانات، عِلْم و حکمت سے معمور مَدَنی مذاکرات اور اپنے تربیت یافتہ مبلغین کے ذَریعے تھوڑے ہی عرصے میں لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں مدنی انقلاب برپا کر دیا ہے، آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی صحبت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے کثیر اسلامی بھائی وقتاً فوقتاً مختلف مقامات پر ہونے والے مَدَنی مذاکرات میں مختلف قسم کے موضوعات مثلاً عقائد و اعمال، فضائل و مناقب، شریعت و طریقت، تاریخ و سیرت، سائنس و طِبّ، اخلاقیات و اِسلامی معلومات، روزمرہ معاملات اور دیگر بہت سے موضوعات سے متعلق سُوالات کرتے ہیں اور شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ انہیں حکمت آموز اور عشقِ رسول میں ڈوبے ہوئے جوابات سے نوازتے ہیں۔

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ان عطا کردہ دلچسپ اور علم و حکمت سے لبریز مَدَنی پھولوں کی خوشبوؤں سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو مہکانے کے مقدّس جذبے کے تحت المدینۃ العلمیۃ کا شعبہ **"فیضانِ مدنی مذاکرہ"** ان مَدَنی مذاکرات کو کافی ترامیم و اضافوں کے ساتھ **"فیضانِ مدنی مذاکرہ"** کے نام سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان تحریری گلدستوں کا مطالعہ کرنے سے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ عقائد و اعمال اور ظاہر و باطن کی اصلاح، محبتِ الٰہی و عشقِ رسول کی لازوال دولت کے ساتھ ساتھ مزید حصولِ علمِ دین کا جذبہ بھی بیدار ہو گا۔

اِس رسالے میں جو بھی خوبیاں ہیں یقیناً ربِّ رحیم عَزَّوَجَلَّ اور اس کے محبوبِ کریم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عطاؤں، اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی عنایتوں اور امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی شفقتوں اور پُر خُلوص دعاؤں کا نتیجہ ہیں اور خامیاں ہوں تو اس میں ہماری غیر ارادی کوتاہی کا دخل ہے۔

مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَۃ
(شعبہ فیضانِ مَدَنی مُذاکرہ)

۲۴ صفر المظفر ۱۴۳۹ھ / 14 نومبر 2017ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

جنت میں مردوں کو حوریں ملیں گی تو عورتوں کو کیا ملے گا؟

(مع دیگر دلچسپ سُوال جواب)

شیطان لاکھ سُستی دِلائے یہ رِسالہ (۳۱ صفحات) **مکمل پڑھ لیجیے**
اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ **معلومات کا اَنمول خزانہ ہاتھ آئے گا۔**

دُرُود شریف کی فضیلت

شَہَنْشاہِ خُوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: جبریل (عَلَیْہِ السَّلَام) میرے پاس حاضِر ہوئے اور مجھے خوشخبری سُناتے ہوئے عرض کی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اِرشاد فرماتا ہے: جو آپ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر دُرُودِ پاک پڑھے گا میں اس پر رَحمت نازِل فرماؤں گا اور جو آپ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر سلام بھیجے گا میں اس پر سَلامتی نازِل فرماؤں گا۔ تو (یہ سُن کر) میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر بجالاتے ہوئے سجدہ ریز ہو گیا۔[1]

بیکار گفتگو سے مِری جان چھوٹ جائے
ہر وقت کاش! لب پہ دُرُود و سلام ہو (وسائلِ بخشش)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مدینہ

1 ...... مسندِ امام احمد، حدیث عبدُ الرحمٰن بن عوف الزھری، ۱/۴۰۷، حدیث: ۱۶۶۴ دار الفکر بیروت

www.dawateislami.net

جنّت میں عورتوں کو کیا ملے گا؟

سُوال: جنَّت میں مَردوں کو حوریں ملیں گی تو عورتوں کو کیا ملے گا؟

جواب: عورتوں کو جنَّت میں ان کے وہ شوہر ملیں گے جن کے نکاح میں وہ تھیں بشرطیکہ شوہر بھی جنَّتی ہوں۔ اگر کسی عورت کا شوہر جنَّت میں نہ جا سکا تو وہ کسی اور جنَّتی مَرد کے نکاح میں دے دی جائے گی۔ اِسی طرح ”جو عورتیں کنواری فوت ہوئیں وہ بھی جنَّت میں کسی مَرد کی زَوجیت میں چلی جائیں گی۔ اس کے عِلاوہ جنَّت کی نعمتیں مثلاً محلّات، لباس، غِذائیں اور خُوشبویات وغیرہ مَرد و عورت میں مُشترک ہیں، اَلبتہ دِیدارِ اِلٰہی میں اِختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ دونوں کو ہو گا۔“[1]

اگر کوئی عورت یکے بعد دِیگرے ایک سے زیادہ مَردوں کے نِکاح میں آئی تو اس میں دو قول ہیں: ایک قول کے مُطابِق جس کے نِکاح میں سب سے آخِر میں تھی جنَّت میں اُسی کے ساتھ ہو گی جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا ابو دَرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے رِوایت ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظیم ہے: عورت جنَّت میں اپنے اس شوہر کے نکاح میں دی جائے گی جو دُنیا میں اس کا سب سے آخِری شوہر تھا۔[2]

مدینہ

1 ...... فتاویٰ اہلسنَّت، سلسلہ نمبر ۷، ص ۲۴ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

2 ...... مسند الشامیین، ۲/۳۵۹، حدیث: ۱۴۹۶ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

دوسرا قول یہ ہے کہ جس کا اَخلاق زیادہ اچھّا ہو گا اسے ملے گی جیسا کہ اُمُّ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدَتُنا اُمِّ سَلَمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بعض عورتیں دُنیا میں دو، تین یا چار شوہروں سے (یکے بعد دِیگرے) شادی کرتی ہیں، پھر مَرنے کے بعد وہ جنَّت میں اکٹھے ہوں تو وہ عورت کس شوہر کے لیے ہو گی؟ اِرشاد فرمایا: اُسے اِختیار دیا جائے گا اور جس خاوَند کا اَخلاق دُنیا میں سب سے اچّھا ہو گا وہ اُسے اِختیار کرے گی، وہ کہے گی: اے میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ! میرے اس خاوَند کا اَخلاق سب سے اچھا تھا لٰہذا اس کے ساتھ میرا نِکاح فرما دے۔[1] اِن دونوں اَحادیث و اَقوال میں کوئی تَعارُض (یعنی ٹکراؤ) نہیں جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُنا اِمام اَحمد بِن حَجَر مَکّی شافِعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جس عورت نے یکے بعد دِیگرے کئی نکاح کیے ہوں اور ہر شوہر نے اُس کو طَلَاق دے دی ہو مگر آخِری خاوَند نے اسے طَلَاق نہ دی ہو اور وہ اس کے نکاح میں فوت ہوئی تو اس صورت میں وہ جنَّت میں آخِری خاوَند کے نکاح میں ہو گی جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُنا ابو دَرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حدیث میں ہے۔[2] دوسری صورت یہ ہے کہ اس نے مُتَعَدَّد نکاح کیے اور ہر شوہر نے اُس کو طَلَاق دے دی ہو اور جب وہ فوت ہوئی تو کسی کے نِکاح میں نہ

مدینہ

1 ...... معجمِ کبیر، ومن نساء أهل البصرة... الخ، ۳۶۸/۲۳، حدیث: ۸۷۰ دار احیاء التراث العربی بیروت

2 ...... فتاویٰ حدیثیه، ص ۷۰ ماخوذاً دار احیاء التراث العربی بیروت

تھی تو صِرف اسی حالت میں اسے اِختیار دیا جائے گا اور جس خاوند کا اَخلاق دُنیا میں سب سے اچّھا ہو گا وہ اُسے اِختیار کرے گی جیسا کہ حضرتِ سَیِّدَتُنا اُمِّ سَلَمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی حدیث میں مَذکور ہے۔

گداگری کا پیشہ اِختیار کرنا کیسا؟

سُوال: گداگری کا پیشہ اِختیار کرنا کیسا ہے؟

جواب: بطورِ پیشہ بھیک مانگنا حرام ہے۔ جو لوگ صحت مند و توانا ہونے کے سبب حلال روزی کمانے پر قُدرت رکھتے ہیں مگر اس کے باوجود محنت مَزدوری کرنے کے بجائے گداگری (یعنی بھیک مانگنے) کو ہی اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں تو ایسے لوگوں کو دینا بھی ناجائز، حرام اور گناہ ہے۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: وہ فقیر (جو) قدرِ نصاب کے مالِک نہیں مگر قوی و تندرست کَسْب (یعنی کمانے) پر قادِر ہیں اور سُوال کسی ایسی ضَرورت کے لئے نہیں جو اِن کے کَسْب سے باہر ہو کوئی حِرفت (پیشہ) یا مَزدوری نہیں کی جاتی مُفت کا کھانا کھانے کے عادی ہیں اور اس کے لئے بھیک مانگتے پھرتے ہیں انہیں سُوال کرنا حرام اور جو کچھ انہیں اس سے ملے وہ ان کے حق میں خبیث کہ حدیث شریف میں (ہے کہ): صَدَقہ حلال نہیں کسی غنی کے لئے اور نہ کسی توانا و تندرست کے لئے۔[1] انہیں بھیک دینا منع ہے کہ مَعْصِیَت (گناہ) پر اِعانت

مدینہ

[1] ...... ترمذی، کتاب الزکاۃ، باب ما جاء من لا تحل له الصدقة، ۱۳۹/۲، حدیث: ۶۵۲ دار الفکر بیروت

(یعنی مدد کرنا) ہے، لوگ اگر نہ دیں تو مجبور ہوں کچھ محنت مزدوری کریں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اِرشاد فرماتا ہے: ﴿ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾ (پ٦، المائدۃ: ٢) ترجَمۂ کنزالایمان: اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔ (1)

پیشہ ور گداگروں کو زکوٰۃ دینے کا حکم

سُوال: پیشہ ور گداگروں کو زکوٰۃ و خیرات وغیرہ دینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: پیشہ ور گداگروں کو زکوٰۃ و خیرات دینے کے بارے میں اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت سے جب سُوال کیا گیا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے جواباً اِرشاد فرمایا: گداگر (بھکاری) تین قِسم کے ہوتے ہیں: (١) غنی مالدار: انہیں سُوال کرنا حرام اور ان کو دینا بھی حرام، انہیں دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہو گی کیونکہ یہ زکوٰۃ کے مُستحق (یعنی حقدار) نہیں ہیں۔ (٢) وہ فقیر جو تندرست اور کمانے پر قادِر ہوں: یہ لوگ بقدرِ حاجت کمانے پر قادِر (یعنی اپنی ضَرورت کے مُطابِق کمانے کی طاقت) ہونے کے باوجود مُفت کا کھانے اور اس کے لئے بھیک مانگنے کے عادی ہوتے ہیں۔ ایسے پیشہ وروں کو سُوال کرنا حرام ہے اور جو کچھ ان کو ملے ان کے حق میں مالِ خبیث ہے مگر ان کو کسی نے زکوٰۃ دے دی تو ادا ہو جائے گی کیونکہ یہ شَرعی فقیر ہوتے ہیں جبکہ کوئی اور مانعِ زکوٰۃ نہ ہو (یعنی ان کو دینے سے زکوٰۃ اس صورت میں ادا ہو گی جب کہ زکوٰۃ دینے میں کوئی چیز رکاوٹ نہ ہو مثلاً ہاشمی ہونا وغیرہ)۔ (٣) وہ عاجز ناتواں (یعنی کمزور و ضعیف)

مدینہ

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ١٠ / ٢٥٤ ملخصاً رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیا لاہور

جن کے پاس مال ہے نہ ہی کمانے کی قدرت رکھتے ہیں یا پھر بقدرِ حاجت کما نہیں سکتے، انہیں بقدرِ ضَرورت (یعنی ضَرورت کے مُطابِق) سُوال حلال (یعنی جائز) ہے اور جو کچھ ان کو ملے ان کے لئے حلال ہے، انہیں زکوٰۃ دی تو ادا ہو جائے گی۔[1]

فقیر اور مسکین میں فرق

سُوال: فقیر اور مسکین میں کیا فرق ہے؟ نیز ان میں سے کسے سُوال کرنا حلال ہے؟

جواب: فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ کچھ ہو مگر اتنا نہ ہو کہ نِصاب کو پہنچ جائے یا نِصاب کی قدر تو ہو مگر اس کی حاجتِ اَصلیہ (یعنی ضَروریاتِ زندگی) میں مُستَغرَق (گھرا ہوا) ہو مثلاً رہنے کا مکان وغیرہ۔ اِسی طرح اگر مَقرُوض ہے اور قرضہ نکالنے کے بعد نِصاب[2] باقی نہ رہے تو فقیر ہے اگرچہ اس کے پاس ایک تو کیا کئی نِصاب ہوں۔[3] فقیر کو بِغیر ضَرورت و مجبوری سُوال کرنا حرام ہے جبکہ مسکین وہ ہے: جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چُھپانے کے لیے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سُوال کرے، اسے سُوال کرنا (یعنی مانگنا) حلال ہے۔[4]

مــــــــــــدینہ

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۱۰/ ۲۵۳ ماخوذاً

2 ...... مالکِ نصاب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کے پاس ساڑھے سات تولے سونا، یا ساڑھے باون تولے چاندی، یا اتنی مالیت کی رَقم یا اتنی مالیت کا مالِ تجارت یا اتنی مالیت کا حاجاتِ اصلیہ (یعنی ضَروریاتِ زندگی) سے زائد سامان ہو۔ (بہارِ شریعت، ۱/ ۹۰۲تا۹۰۵، ۹۲۸ ماخوذاً مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

3 ...... بہارِ شریعت، ۱/ ۹۲۴، حِصّہ: ۵ ملخصًا

4 ...... فتاویٰ ھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ۱/ ۱۸۷ دار الفکر بیروت

خُونی رِشتہ داروں کو زکوٰۃ و فِطرہ دینا

سُوال: کیا اپنے خُونی رِشتہ داروں کو زکوٰۃ و فِطرہ دے سکتے ہیں؟

جواب: اُصُول (یعنی ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی) اور فُرُوع (یعنی بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی) کے عِلاوہ خُونی رِشتہ دار (Blood relatives) اگر واقعی زکوٰۃ کے مُستَحِق (یعنی حقدار) ہوں تو انہیں زکوٰۃ و فِطرہ دینا نہ صرف جائز بلکہ اَفضل ہے بشرطیکہ وہ ہاشمی نہ ہوں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: زکوٰۃ، فِطرہ اور نَذْر (کے کفارے کی اَدائیگی) میں اَفضل یہ ہے کہ اَوَّلاً اپنے بھائیوں بہنوں کو دے پھر اُن کی اولاد کو پھر چچا اور پھوپھیوں کو پھر ان کی اولاد کو پھر ماموں اور خالہ کو پھر اُن کی اولاد کو پھر ذَوِی الْاَرحَام کو پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے پیشے والوں کو پھر اپنے شہر یا گاؤں کے رہنے والوں کو۔[1] معلوم ہوا کہ مُستَحِق رِشتہ داروں کو زکوٰۃ صَدَقہ و خیرات دینا اَفضل ہے مگر یاد رہے کہ اپنے اُصُول (یعنی ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی) اور فُرُوع (یعنی بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی) اور زَوْجَین (یعنی میاں بیوی) باہم (یعنی آپس میں) ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے چُنانچہ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: آدمی جن کی اولاد میں خود ہے یعنی ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی یا جو اپنی اولاد میں ہیں یعنی بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی اور شوہر وزَوجہ ان رِشتوں کے سِوا اپنے جو عزیز قریب حاجت مند مَصْرَفِ

---

1 ...... فتاویٰ ہندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ۱/ ۱۹۰

زکوٰۃ (زکوٰۃ کے مُسْتَحِق) ہیں اپنے مال کی زکوٰۃ انہیں دے جیسے بہن بھائی، بھتیجا بھتیجی، ماموں، خالہ، چچا، پھوپھی کہ انہیں دینے میں دونا (یعنی دُگنا) ثواب ہے اور نفس پر بار (یعنی بوجھ) بھی کم ہو گا کہ اپنے سگے بہن بھائی یا بھتیجے بھانجے کا دیا ہوا آدمی اپنے ہی کام میں اُٹھنا (یعنی خَرچ ہونا) جانتا ہے پھر یہ بھی کچھ ضرور نہیں کہ انہیں زکوٰۃ جتا (بتا) ہی کر دے بلکہ دِل میں زکوٰۃ کی نیت ہو انہیں عیدی وغیرہا یا شادیوں کی رُسوم خواہ کسی بات کا نام کر کے مالک کر دے زکوٰۃ ادا ہو جائیگی۔[1]

اگر رِشتہ دار محتاج ہوں تو بِلا وجہ انہیں محروم کر کے غیروں کو صَدَقہ و خیرات نہیں دینا چاہیے کہ رَحمتِ عالَمِیّان، مَکّی مَدَنی سُلطان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عِبرت نِشان ہے: اے اُمَّتِ محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! قسم ہے اُس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس شخص کا صَدَقہ قبول نہیں فرماتا جس کے رِشتہ دار اُس کے سُلُوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے، قَسم ہے اُس کی جس کے دَستِ قُدرت میں میری جان ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہ فرمائے گا۔[2]

سماجی اِداروں کو زکوٰۃ دینا

سُوال: سماجی اِداروں کو زکوٰۃ اور صَدَقاتِ واجِبہ دینا کیسا ہے؟

مدینہ

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۱۰ / ۲۶۴

2 ...... مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ علی الأقارب... الخ، ۳/ ۲۹۷، حدیث: ۴۶۵۲ دار الفکر بیروت

جواب: زکوٰۃ، فِطرہ اور صَدَقاتِ واجِبہ کی اَدائیگی کی کچھ شَرائِط ہیں اور ان کے خرچ کے خاص مَصارِف (یعنی خرچ کرنے کی جگہیں) ہیں۔ اگر ان شَرائط یا مَصارِف کا لحاظ نہ رکھا جائے تو یہ ادا نہیں ہوں گے۔ بعض سَماجی اِداروں میں علمِ دِین سے دُوری کے سبب زکوٰۃ و صَدَقاتِ واجِبہ کے مُعاملے میں اِحتیاط نہیں کی جاتی چاہے صَدَقاتِ واجِبہ ہوں یا نافِلہ بغیر کسی فرق کے سب کو مِلا کر کے مَصارِف و غیر مَصارِف (یعنی جہاں خرچ کر سکتے ہیں اور جہاں نہیں کر سکتے، سب جگہ) خرچ کر دیا جاتا ہے۔ جب ایسے لوگوں کو سمجھایا جاتا ہے تو یہ کہتے سُنائی دیتے ہیں کہ یہ سب مولویوں کی باتیں ہیں ہمیں تو بس عوام کی خِدمت کرنی ہے جیسے بھی کریں اور خِدمت کا عالَم یہ ہوتا ہے کہ مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اَخبارات اور ٹی وی پر تشہیر کیے بغیر کچھ تقسیم کرنا گوارا نہیں کرتے۔ ایسے اِداروں میں زکوٰۃ، فِطرہ اور صَدَقاتِ واجِبہ نہ دینے میں ہی عافیت ہے۔ یقیناً غریبوں کی خِدمت کے لیے زکوٰۃ و صَدَقات جمع کرنا اچھا کام ہے مگر کوئی نہ کرے تو وہ گنہگار نہیں اَلبتہ جمع شُدہ زکوٰۃ و صَدَقات کو ان کے مَصارِف (یعنی جہاں ان کے خرچ کرنے کی جگہ ہے اسی) میں خرچ کرنا فرض اور غیر مَصارِف میں خرچ کرنا خِیانت، حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ چندہ کرنے والوں پر فرض ہے کہ گناہوں سے بچنے کے لیے وہ اس کے شَرعی اَحکام سیکھیں۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت فرماتے ہیں: علمِ دِین سیکھنا اس قَدَر کہ مَذہبِ حق سے آگاہ ہو، وُضُو غسل

نَماز روزے وغیرہا ضَروریات کے اَحکام سے مُطَّلع ہو۔ تاجِر تجارت، مُزارِع (کسان) زَراعت، اَجیر (مَزدور، مُلازِم) اِجارے، غَرَض ہر شخص جس حالت میں ہے اُس کے متعلق اَحکامِ شَریعت سے واقِف ہو فرضِ عَین ہے۔[1]

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! دعوتِ اسلامی 100 سے زائد شُعبہ جات میں نیکی کی دعوت کی دُھومیں مچارہی ہے۔ اِن تمام شُعبہ جات کو چلانے کے لیے بِلامُبالَغہ کروڑوں روپوں کی ضَرورت پڑتی ہے جو ذِمَّہ داران وغیرہ مَدَنی عطیات اور قربانی کی کھالوں کی صورت میں جمع کرتے ہیں۔ چونکہ لاعلمی کی بِنا پر کافی گناہ ہونے کا اَندیشہ ہوتا ہے اس لیے دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں چندہ لینے اور دینے والوں کی خُصُوصی تربیت کے لیے وقتاً فوقتاً تربیتی اِجتماعات اور مَدَنی مذاکروں کا سِلسلہ رہتا ہے تاکہ غَلَطیوں سے بچا جاسکے۔ چندہ دینے والوں کو بھی چاہیے کہ وہ زکوٰۃ و صَدَقاتِ واجِبہ دیتے وقت بتادیا کریں کہ یہ زکوٰۃ ہے یا نفلی چندہ (Donation) تاکہ انہیں ان کے صحیح مَصارِف میں خرچ کیا جاسکے۔

مَزارات کو پیٹھ کرنا بے اَدبی ہے

سُوال: مَزارات کی طرف پیٹھ کرنے سے بچنا کیسا ہے؟

جواب: مَزارات کا اَدب واِحترام کرتے ہوئے ان کی طرف پیٹھ کرنے سے بچنا چاہیے۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے

مـــــــدینہ

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۳/ ۶۴۷

ہیں: اور شک نہیں کہ تعظیم و توہین کا مَدار عُرف و عادت پر ہے تو جس کی تعظیم شَرعاً مَطلُوب ہے وہاں جو جو اَفعال و طُرُق (طریقے) حَسْبِ عُرف و عادتِ قوم کئے جاتے ہیں اسی مَطلُوبِ شَرعی کے تحت میں داخِل ہوں گے جب تک کسی خاص فعل سے نہیِ شَرعی (شَرعی مُمانَعت) نہ ثابت ہو، جیسے سجدہ یا قبر کی طرف نماز کہ یہ شَرعاً مَمنُوع ہیں۔[1] اس قاعدۂ کُلِیّہ کی روشنی میں واضِح ہوا کہ اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ مزارات کو پیٹھ کرنے سے بچنا اَدب ہے کیونکہ مزار شریف کے اندر ایک بُزرگ ہستی موجود ہوتی ہے تو اس کے اَدب و اِحترام کے پیشِ نظر لوگ اس جانِب پیٹھ کرنے سے بچنے کو اَدب تَصَوُّر کرتے ہیں۔

جب مَزاراتِ اَولیا کی طرف پیٹھ کرنے سے بچنے کو اَدب تَصَوُّر کیا جاتا ہے تو پھر پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رَوضَۂ اَنور کی طرف پیٹھ کرنے سے بچنا کیونکر اَدب نہ ہو گا؟ سرکارِ عالی وقار، دوجہاں کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دَرْبارِ دُرْبار کے اَدب و اِحترام اور تعظیم و توقیر کے تو واضِح اَحکامات موجود ہیں چُنانچہ اِمام اِبنِ حَاج مکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی مَدخَل میں اور امام اَحمد قَسْطَلَّانی قُدِّسَ سِرُّہُ النّوْرَانِی مَوَاہِبِ لَدُنِّیہ میں فرماتے ہیں: بے شک ہمارے عُلَماءِ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام نے فرمایا: زائِر (یعنی جو روضہ شریف پر حاضِر ہو وہ) اپنے نفس کو آگاہ کر دے کہ وہ حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مــــــــدینه

1 ...... فتاوٰی رضویہ، ۲۲ / ۳۶۸

کے سامنے ایسے ہی حاضر ہے جیسے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ ظاہری میں کیونکہ حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی اُمَّت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں، نیتوں، اِرادوں اور دِل کے خَطروں (یعنی دِلوں کے خیالات) کو پہچانتے ہیں اور یہ سب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر روشن ہے جس میں اَصلاً پوشیدگی نہیں۔[1] لہٰذا رَوضۂ اَنور پر حاضِری کی سعادت نصیب ہو تو رَوضۂ اَنور کی طرف مُنہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے بااَدب کھڑے ہوں۔ اس اَدب کی صَراحت کرتے ہوئے فُقہاءِ کِرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: یَقِفُ كَمَا يَقِفُ فِي الصَّلٰوةِ وَاضِعًا يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ یعنی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے دہنا ہاتھ بائیں پر رکھ کر اس طرح دَست بستہ کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔[2]

عبادت اور تعظیم میں فرق

یاد رکھیے! اَنبیائے کِرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اَولیائے عُظّام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے مَزارات پر اس طرح ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا یہ تعظیم ہے عبادت نہیں کیونکہ کوئی بھی مسلمان انہیں عبادت کے لائِق نہیں سمجھتا۔ ”کسی کو عبادت کے لائِق سمجھتے ہوئے اُس کی کسی قِسم کی تعظیم کرنا ”عبادت“ کہلاتا ہے اور اگر عبادت کے

مدینہ

1 ...... المدخل لابن الحاج، ۱/۱۸۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت/ المواھب اللدنیۃ، ۳/۴۱۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت

2 ...... فتاویٰ ھندیۃ، کتاب المناسک، الباب السابع عشر فی النذر بالحج، ۱/ ۲۶۵ / لباب المناسک، باب زیارۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، ص۵۰۸ باب المدینہ کراچی

لائق نہ سمجھیں تو وہ محض ''تعظیم'' ہو گی عبادت نہیں کہلائے گی جیسے نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا عبادت ہے لیکن یہی نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا (رَوضۂ اَنور یا کسی اور بُزرگ کے مَزار،) اُستاد، پیر یا ماں باپ کے لئے ہو تو محض تعظیم ہے عبادت نہیں۔[1] اس ضِمن میں ایک دِلچسپ حِکایت مُلاحظہ کیجیے: ایک بُزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ مدینۂ مُنَوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں حاضِر ہوئے، رَوضۂ اَنور کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے تھے کہ ایک شخص نے ان سے کہا: نماز کی طرح کسی کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا شِرک ہے۔ اُنہوں نے فرمایا: پھر میں کیسے کھڑا ہوں؟ اس نے کہا: ہاتھ چھوڑ کر۔ انہوں نے فرمایا: ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا بھی مالکی نماز کا طریقہ ہے۔ اگر ہاتھ ناف کے نیچے باندھوں تو یہ حَنَفی نماز کا طریقہ ہے اور اگر ناف کے اوپر باندھوں تو یہ شافعی نماز کا طریقہ ہے۔ بہر صورت نماز سے مُشابہت پائی جا رہی ہے، اب بتاؤ میں کیسے کھڑا ہوں؟ وہ خاموش ہو گیا۔ پھر ان بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس کی اِصلاح کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا: کسی کام کا عبادت بننا یا نہ بننا نیت پر مَوقُوف ہے۔[2]

حضور کعبے کے بھی کعبہ ہیں

سُوال: سرکارِ عالی وقار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دَرْبارِ دُربار میں حاضِری کے وقت

مدینہ

1 ...... صراط الجنان، پ ۱، الفاتحہ: ۴، ۱ / ۴۷ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

2 ...... تفسیر نعیمی، پ ۱، الفاتحہ: ۴، ۱ / ۶۳ ماخوذاً نعیمی کتب خانہ گجرات

قبلے کی طرف مُنہ کرکے دُعا مانگنی چاہیے یا رَوضۂ انور کی طرف؟

جواب: سرکارِ عالی وقار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دَربارِ دُربار میں حاضِری کے وقت بھی قبلہ کی طرف پیٹھ کرتے ہوئے رَوضۂ انور کی طرف مُنہ کرکے حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وسیلے سے دُعا مانگنی چاہیے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کعبے کے بھی کعبہ ہیں۔ دُرِّ مختار میں ہے: **مَا ضَمَّ اَعْضَاءَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَاِنَّهُ اَفْضَلُ مُطْلَقًا حَتّٰى مِنَ الْكَعْبَةِ وَالْعَرْشِ وَالْكُرْسِيِّ** یعنی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جسمِ اَنور زمین کے جس حصّے سے مُتَّصِل ہے زمین کا وہ حصّہ مُطْلَقاً (یعنی اصلاً) ہر جگہ سے اَفضل ہے یہاں تک کہ کعبۂ مُعَظَّمہ، عرش اور کُرسی سے بھی افضل ہے۔[1]

کعبے کی عظمتوں کا مُنکِر نہیں ہوں لیکن
کعبے کا بھی ہے کعبہ میٹھے نبی کا روضہ (وسائلِ بخشش)

حضرتِ سَیِّدُنا علّامہ قاضی عیاض عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَہَّاب فرماتے ہیں: خلیفہ اَبُو جَعْفَر نے حضرتِ سَیِّدُنا امام مالِک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْخَالِق سے عرض کی: اے اَبُو عَبْدُ اللّٰہ میں قبلے کی طرف مُنہ کرکے دُعا مانگوں یا رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف مُنہ کرکے؟ حضرتِ سَیِّدُنا امام مالِک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْخَالِق نے فرمایا: تم اپنا چہرہ رَحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کیوں پھیرتے ہو حالانکہ وہ قیامت کے دن بارگاہِ خُداوندی میں تمہارا اور تمہارے جدِّ اَمجد حضرتِ سَیِّدُنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَ

مدینہ

1 ..... دُرِّمختار، کتاب الحج، ۶۲/۴ دار المعرفة بیروت

www.dawateislami.net

عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا بھی وسیلہ ہیں تم سرکارِ ابد قرار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف ہی مُنہ کر کے شفاعت کی بھیک مانگو، اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت ضَرور قبول فرمائے گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ خود ہی اِرشاد فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۶۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضَرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پ۵، النسآء: ۶۴)(1)

مجرم بُلائے آئے ہیں جَآءُوْكَ ہے گواہ
پھر رَد ہو کب یہ شان کریموں کے دَر کی ہے (حدائقِ بخشش)

ایک شعر کی تشریح

سُوال: اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کے اس شعر کی تشریح فرما دیجیے۔

جلی جلی بُو سے اس کی پیدا ہے سوزشِ عشقِ چشم والا
کبابِ آہُو میں بھی نہ پایا مزا جو دل کے کباب میں ہے (حدائقِ بخشش)

جواب: یہ سارا شعر مُحاورات پر مشتمل ہے۔ اس کے پہلے مِصرے میں لفظ ”جلی جلی بُو“ سے مُراد وہ بُو ہے جو کسی چیز کے جلنے سے پیدا ہوتی ہے۔ ”سوزشِ عشق“ سے

---

(1) شفا، فصل واعلم ان حرمۃ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بعد موتہ... الخ، الجزء: ۲، ص۴۱ مرکز اہلسنت برکات رضا ہند

مُراد عشق میں جلنا یا پگھلنا، ”چشم والا“ سے مُراد بُلندی یا ذِی عزّت والی آنکھ ہے۔ دُوسرے مِصرے میں ”آہُو“ سے مُراد ہرن اور ”کبابِ آہُو“ سے مُراد ہرن کے گوشت کا کباب ہے۔

اِس شعر کا بامُحاوَرہ معنیٰ یہ ہے کہ شَہَنْشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عشق اور جُدائی کی آگ میں دِل کے جلنے سے جو ہلکی ہلکی بُو پیدا ہوتی ہے وہ ہرن کے گوشت کے کباب سے کہاں حاصل ہو سکتی ہے یعنی عشقِ رسول میں جلنے والے دِل کا کباب، دُنیا کے لذیذ ترین ہرن کے کباب سے بھی زیادہ لذیذ ہے۔

بکرے کی کھال پر بیٹھنا کیسا؟

سُوال: بکرے کی کھال پر بیٹھنا کیسا ہے؟

جواب: بکرے کی کھال پر بیٹھنے سے عاجزی و اِنکساری پیدا ہوتی ہے جبکہ چیتے وغیرہ کی کھال پر بیٹھنے سے تکبُّر پیدا ہوتا ہے جیسا کہ صَدْرُ الشَّریعہ، بَدْرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد اَمجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: دَرندے کی کھال اگرچہ پکا (یعنی سکھا) لی گئی ہو نہ اس پر بیٹھنا چاہیے، نہ نماز پڑھنی چاہیے کہ مِزاج میں سختی اور تکبُّر پیدا ہوتا ہے۔ بکری اور مینڈھے کی کھال پر بیٹھنے اور پہننے سے مِزاج میں نَرمی اور اِنکسار پیدا ہوتا ہے۔[1]

مدینہ

[1] ...... بہارِ شریعت، ۱/ ۴۰۲، حِصّہ: ۲

www.dawateislami.net

”کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم“ لکھنے کی وجہ

سُوال: ہر صحابی کے نام کے ساتھ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ لکھا اور بولا جاتا ہے جبکہ حضرتِ سَیِّدُنا عَلِیُّ الْمُرتَضٰی، شیرِ خُدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے نامِ مُبارک کے ساتھ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم لکھا اور بولا جاتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِین حضرتِ سَیِّدُنا عَلِیُّ الْمُرتَضٰی، شیرِ خُدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کا ظہورِ اِسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں بھی کسی بُت کے آگے سر نہیں جُھکا اس لیے آپ کے نام کے ساتھ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم لکھا اور پڑھا جاتا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ”اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ کے کرامت والے چہرے کو مَزید عظمتیں بخشے۔“ حضرتِ سَیِّدُنا اِمام اَحمد بن حَجَر مکی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حضرتِ سَیِّدُنا عَلِیُّ الْمُرتَضٰی، شیرِ خُدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم وَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نام کے ساتھ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اِستعمال کرنے میں حِکمت یہ ہے کہ آپ نے کبھی بھی بُت کو سجدہ نہیں کیا تو اس لحاظ سے آپ کے چہرے کی تعظیم و تکریم کے حال کے یہی مُناسِب ہے کہ آپ کو اِسی طرح پکارا جائے۔ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم میں ”وَجْہ“ سے حقیقی چہرہ مُراد ہے یا پھر ”ذات“ مُراد ہے۔ اس صورت میں معنٰی یہ ہو گا کہ ”آپ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی ذات اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے عِلاوہ کسی اور جانِب مُتوجِّہ ہونے (یعنی توجہ کرنے) سے محفوظ ہے۔“[1]

---

[1] ...... فتاویٰ حدیثیه، ص ۸۰ دار احیاء التراث العربی بیروت

اس نے لقبِ خاک شہنشاہ سے پایا

جو حیدرِ کرّار کہ مولیٰ ہے ہمارا (حدائقِ بخشش)

بدمذہبوں سے بچوں کو پڑھانے کا حکم

سُوال: بدمذہبوں کے پاس اپنے بچوں کو تعلیم دِلوانا کیسا ہے؟

جواب: بدمذہبوں سے بچوں کو تعلیم دِلوانا حرام ہے۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت فرماتے ہیں: بدمذہبوں سے بچوں کو پڑھانا حرام، حرام اور حرام ہے اور جو ایسا کرے وہ بچوں کا بُرا چاہنے والا اور گناہوں میں مُبتلا ہونے والا ہے۔[1] حضرتِ سَیِّدُنا امام محمد بن سِیرین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن فرماتے ہیں: بیشک یہ علم دِین ہے پس تم دیکھو کہ اپنا دِین کس سے حاصِل کرتے ہو۔[2] حضرتِ سَیِّدُنا امام محمد بن سِیرین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن کی خِدمت میں دو بدعقیدہ آدمی حاضِر ہوئے اور کہنے لگے: اے ابو بکر! ہم آپ کو ایک حدیث سُناتے ہیں۔ فرمایا: میں نہیں سُنوں گا۔ دونوں نے کہا: اچھّا چلیے، قرآنِ کریم کی ایک آیت ہی سُن لیجئے، فرمایا: نہیں سُنوں گا۔ تم دونوں میرے پاس سے چلے جاؤ ورنہ میں اُٹھ کر چلا جاتا ہوں۔ آخر وہ چلے گئے تو بعض لوگوں نے (حیرت سے) عرض کی: اے ابو بکر! آپ اگر ان سے آیتِ قرآنی سُن لیتے تو اس میں آخر کیا حَرَج تھا؟ فرمایا: مجھے یہ خوف لاحِق ہوا کہ یہ

مدینہ

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۳ / ۶۸۲ ملخصاً

2 ...... مسلم، المقدمة، باب بیان أن الاسناد من الدین... الخ، ص ۱۹ دار الکتاب العربی بیروت

لوگ قرآن کے ساتھ اپنی کچھ تاویل لگائیں اور وہ میرے دل میں رہ جائے (تو ہلاک ہو جاؤں اس لیے میں نے ان سے قرآن و حدیث سننا گوارا نہ کیا)۔[1]

مذکورہ رِوایت و حِکایت سے ان لوگوں کو دَرسِ عِبرت حاصِل کرنا چاہیے جو اپنے بچوں کو بدمذہبوں سے تعلیم دِلواتے، ان کی کتابیں پڑھتے اور تقریریں سُنتے ہیں اور خُوش فہمی میں خود کو بَہُت پکّا عاشِقِ رسول تَصَوُّر کرتے اور یہ کہتے سُنائی دیتے ہیں کہ سُنو سب کی کرو مَن کی وغیرہ وغیرہ۔ اگر ایسا ہوتا تو مسلمانوں کے جَلِیْلُ الْقَدر امام اور عظیم عالِمِ دِین حضرتِ سَیِّدُنا امام محمد بِن سِیرین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْمُبِیْن نے یہ کیوں اِرشاد فرمایا کہ ”یہ عِلمِ دِین ہے پس تم دیکھو کہ اپنا دِین کس سے حاصِل کرتے ہو۔“ اور خود انہوں نے بدعقیدہ آدمیوں سے قرآن و حدیث کو کیوں نہیں سُنا! بس یوں سمجھو کہ انہوں نے ان سے نہ سُن کر گویا ہم جیسوں کو سمجھایا ہے کہ میں بھی نہیں سُنتا تم بھی مت سُنو کہ شیطان کو بہکاتے دیر نہیں لگتی لہٰذا ایسے معاملات میں خود پر اِعتماد کر کے غیر محتاط ہو جانا یقیناً دانشمندی نہیں۔ حضرتِ سَیِّدُنا عمران بِن حُصَیْن رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: جو دَجّال کو سُنے وہ اس سے دُور رہے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قَسَم! کوئی شخص اس کے پاس جائے گا یہ سمجھ کر کہ میں مسلمان ہوں تو پھر اس کی اِتباع کرلے گا ان

مدینہ

1 ...... دارمی، باب اجتناب أھل الأھواء والبدع والخصومۃ، ۱/۱۲۰، حدیث:۳۹۷ دار الکتاب العربی بیروت

شُبہات کی وجہ سے جن کے ساتھ وہ بھیجا گیا۔ [1]

مُفَسِّرِ شہیر، حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان حدیثِ پاک کے اس حصے ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! کوئی شخص اس کے پاس جائے گا یہ سمجھ کر کہ میں مسلمان ہوں“ کے تحت فرماتے ہیں: یعنی وہ یہ سمجھے گا کہ میں پختہ مسلمان ہوں مجھے دَجّال اور اس کے شُعْبَدے اِسلام سے ہٹا نہیں سکتے اپنی اس مَوْہُوْمَہ پختگی (یعنی پختہ ہونے کے وہم) کے دھوکے میں مارا جائے گا۔ آج بھی بعض لوگ اپنے ایمان کو ناقابلِ تسخیر قلعہ سمجھ کر بدمذہبوں کی صحبت، ان کے وَعظ، ان کی کُتُب کا مُطالَعہ اِختیار کرتے ہیں اور بے دِین بن جاتے ہیں۔ [2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنے نفس پر اِعتماد کرنے کے بجائے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رَحمت پر نظر رکھتے ہوئے اس سے عافیت کا سُوال کیجیے اور اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو بدمذہبوں کی صحبت سے ہر دَم بچانے کی کوشش بھی کیجیے کہ ان کی صحبت بُرے خاتمے کا سبب بن سکتی ہے۔

اَنبیائے کِرام کا بُرے خاتمے کا خوف کرنا

سُوال: اَنبیائے کِرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے نُبُوَّت کا زَوال مُحال ہے تو اِیمان کا سَلب بھی مُحال ہوا تو پھر ان کا بُرے خاتمے کا خوف کرنا کیسا ہے؟

مدینہ

1 ...... ابوداود، کتاب الملاحم، باب ذکر خروج الدجال، ۴/۱۵۷، حدیث: ۴۳۱۹ دار احیاء التراث العربی بیروت

2 ...... مراٰۃ المناجیح، ۷/۳۱۶ ضیاء القرآن پبلی کیشنز مرکز الاولیا لاہور

www.dawateislami.net

جواب: بیشک اَنبیائے کِرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے نُبُوَّت کا زَوال مُحال ہے (یعنی اَنبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نُبُوَّت ختم ہو جائے ایسا ممکن ہی نہیں)۔ جو شخص نبی سے نبوّت کا زوال جائز جانے وہ کافر ہے۔[1] جب نبوّت زائل نہیں ہو سکتی تو اِیمان بدرجۂ اَولیٰ زائل نہیں ہو سکتا۔ رہی بات ان کے بُرے خاتمے کے خوف کی تو وہ رب تعالیٰ کی شانِ بے نیازی اور اس کے خوف کی بِنا پر ہے۔ جن کے دِلوں میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عظمت اور اس کی ذات و صفات کی مَعْرِفَت جتنی زیادہ ہوتی ہے اتنا ہی ان کے دِلوں میں خوفِ خُدا زیادہ ہوتا ہے چنانچہ خُدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا ؕ (پ۲۲، فاطر:۲۸)

ترجمۂ کنزُ الایمان: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

اِس آیتِ مُبارَکہ کے تحت صَدْرُ الْاَفاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سَیِّد محمد نعیمُ الدِّین مُراد آبادی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡہَادِی فرماتے ہیں: اور اس کے صفات جانتے اور اس کی عظمت کو پہچانتے ہیں، جتنا علم زیادہ اتنا خوف زیادہ۔ حضرتِ ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا نے فرمایا کہ مُراد یہ ہے کہ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کا خوف اس کو ہے جو اللہ تعالیٰ کے جَبَرُوت اور اس کی عزّت و شان سے باخبر ہے۔ بخاری و مُسلِم کی حدیث میں ہے سَیِّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

مدینہ

1 ...... المعتقد المنتقد، ص۱۰۹ برکاتی پبلیشرز باب المدینہ کراچی

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ اس کا خوف رکھنے والا ہوں۔(1)

جتنا علم زیادہ اتنا خوف زیادہ

اَنبیائے کِرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی سب سے زیادہ مَعْرِفَت ہوتی ہے اس لیے ان کے دِلوں میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف بھی زیادہ ہوتا ہے اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بے نیازی اور خوف سے ڈرتے ہوئے بارگاہِ خُداوندی میں گِریہ وزاری کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے مُقَرَّبین کی یہ حالت پسند ہے۔ حضرتِ سَیِّدُنا عبدُ الْعزیز بن اَبُو رَواد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْجَوَاد فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جِبریل و میکائیل (عَلَیْہِمَا السَّلَام) کی طرف نظر فرمائی وہ دونوں رو رہے تھے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اِسْتِفْسار فرمایا حالانکہ وہ خُوب جاننے والا ہے، تمہیں کس چیز نے رُلایا، تم جانتے ہو کہ میں ظُلم نہیں کرتا؟ انہوں نے عرض کی: اے ہمارے ربّ عَزَّوَجَلَّ! ہم تیری خُفیہ تَدبیر سے خوفزدہ ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اِرشاد فرمایا: اسی طرح میری خُفیہ تدبیر سے ڈرتے رہو کیونکہ میری خُفیہ تدبیر سے سِوائے خائِب و خاسِر (یعنی محروم ونقصان اُٹھانے والے) کے کوئی بھی بے خوف نہیں ہوتا۔(2)

---

1 ...... بخاری، کتاب الأدب، باب من لم یواجه الناس بالعتاب، ۴/۱۲۷، حدیث: ۶۱۰۱ دار الکتب العلمیة بیروت

2 ...... کتاب العظمة، ذکر میکائیل، ص۱۳۶، حدیث: ۳۸۵ دار الکتب العلمیة بیروت

300 اَنبیائے کِرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی زیارت

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرتِ سَیِّدُنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی اِحیاءُ الْعُلُوم میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرتِ سَیِّدُنا سَہل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں جنَّت میں داخِل ہو چکا ہوں پس میں نے وہاں تین سو اَنبیائے کِرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی زیارت کی، میں نے ان سے اِسْتِفْسار کیا: دُنیا میں آپ حضرات سب سے زیادہ کس چیز سے ڈرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: بُرے خاتمے سے اور اسی بڑے خطرے (یعنی بُرے خاتمے کے خوف) کی وجہ سے شہادت ہمارے لیے قابلِ رَشک اور ناگہانی موت ناپسندیدہ بن گئی۔(1) اِسی طرح ہمارے بُزُرگانِ دِین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خُفیہ تدبیر سے ڈرتے رہتے چنانچہ حضرتِ سَیِّدُنا ابو حَفْص حدّاد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَوَاد سرِ بازار ایک یہودی کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔ ہوش میں آنے کے بعد جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا: اسے عدل کے لباس اور خود کو فضل کے لباس میں دیکھ کر یہ خوف لاحِق ہو گیا تھا کہ کہیں اس کا لباس مجھے اور میرا لباس اسے نہ عطا کر دیا جائے۔ (یعنی اپنے آپ کو صاحبِ ایمان اور اُسے بے ایمان دیکھ کر یہ خوف لاحِق ہوا کہ کہیں مجھے اِیمان سے محروم کر کے میرا اِیمان اُسے نہ دے دیا جائے۔)(2)

مدینہ

1 ...... احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، بیان معنی سوء الخاتمۃ، ۴/ ۲۲۰ دار صادر بیروت

2 ...... تذکرۃ الاولیاء، ذکر أبو حفص حداد، الجزء: ۱، ص ۲۸۸ إنتشارات گنجینہ تھران

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بے نیازی اور اُس کی خُفیہ تدبیر سے ہر ایک کو ہر دَم ڈرتے رہنا چاہیے۔ ہم میں سے کسی کو نہیں معلوم کہ ہمارا خاتمہ ایمان پر ہوگا یا نہیں۔ آہ! ہم دُنیا میں پیدا ہو کر سخت ترین آزمائش میں پڑ گئے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنا خوف نصیب فرمائے اور ہمارے اِیمان کی حفاظت فرمائے، اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔[1]

کاش کے نہ دنیا میں پیدا مَیں ہُوا ہوتا
قبر و حشر کا ہر غم ختم ہو گیا ہوتا
آہ! سَلْبِ اِیماں کا خوف کھائے جاتا ہے
کاش کے مِری ماں نے ہی نہیں جنا ہوتا (وسائلِ بخشش)

دن کام کے لیے اور رات آرام کے لیے

سُوال: مدنی اِنعام نمبر 13 میں ہے کہ "مسجد محلہ کی عشا کی جماعت کے وقت سے دو گھنٹے کے اندر اندر گھر پہنچ گئے" لیکن بعض اوقات مدنی مشورے کی وجہ سے تاخیر ہو جاتی ہے ایسی صورت میں مدنی اِنعام پر عمل مانا جائے گا یا نہیں؟

جواب: تمام اسلامی بھائی مدنی اِنعام پر عمل کرتے ہوئے بِلا تاخیر عشا کی جماعت کے

مدینہ

1 ...... مزید معلومات کے لیے شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنَّت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا V. C. D بیان "اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر" دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ سے ہدیۃً حاصل فرما کر سماعت فرمائیے۔ (شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

وقت سے دو گھنٹے کے اندر اندر اپنے گھروں میں ضَرور پہنچ جایا کریں۔ مدنی مشورے کی وجہ سے مدنی اِنعام کو نہ چھوڑا جائے بلکہ جس طرح دِیگر کام دن میں کیے جاتے ہیں ایسے ہی مدنی مشورے بھی دن میں ہی رکھے جائیں۔ اگر کاروبار وغیرہ کی مَصْرُوفیت ہو تو چھٹی کے دن کسی وقت مشورہ رکھ لیا جائے اور رات جلد گھر پہنچ کر آرام کیا جائے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے رات آرام کے لیے اور دن کام کے لیے بنایا ہے چنانچہ اِرشادِ ربُّ العباد ہے:

وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس نے اپنی مہر (رحمت) سے تمہارے لئے رات اور دن بنائے کہ رات میں آرام کرو اور دن میں اس کا فضل ڈھونڈو اور اس لئے کہ تم حق مانو۔ (پ۲۰، القصص: ۷۳)

گھر پہنچ کر بھی ہنسی مذاق اور فضول گفتگو وغیرہ کرنے کے بجائے جلد آرام کرنے کی ترکیب بنائیں تاکہ نمازِ تہجد، صَدائے مدینہ اور نمازِ فجر باجماعت مسجد میں ادا کرنے کی سعادت نصیب ہو۔ صَدْرُ الشَّریعہ، بَدْرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: بعد نمازِ عشاء باتیں کرنے کی تین صورتیں ہیں: اوّل: عِلْمی گفتگو، کسی سے مسئلہ پوچھنا یا اس کا جواب دینا یا اس کی تحقیق و تفتیش کرنا اس قِسم کی گفتگو سونے سے افضل ہے۔

دُوم: جھوٹے قصے کہانی کہنا، مَسْخَرہ پن اور ہنسی مذاق کی باتیں کرنا یہ مکروہ ہے۔

سِوُم: مُؤانَسَت (باہمی اُنس) کی بات چیت کرنا جیسے میاں بیوی میں یا مہمان سے اس کے اُنس کے لیے کلام کرنا یہ جائز ہے۔ اس قِسم کی باتیں کرے تو آخر میں ذِکرِ الٰہی میں مَشْغُول ہو جائے اور تسبیح و اِستِغْفار پر کلام کا خاتمہ ہونا چاہیے۔[1]

رات بھر عبادت کرنا

سُوال: مذکورہ آیتِ مُبارَکہ میں رات میں آرام کرنے کی ترغیب ہے جبکہ کئی بُزرگانِ دِین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن رات میں آرام کرنے کے بجائے ساری رات عبادت میں گزار دیتے تھے براۓ کرم! اس کی وضاحت فرما دیجیے۔

جواب: مذکورہ آیتِ مُبارَکہ میں لوگوں کی عُمُومی حالت کا بیان ہے کہ عام طور پر دن میں کَسْبِ مَعاش کیا جاتا ہے اور رات میں آرام کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی رات میں کَسْبِ مَعاش اور دن میں آرام کرتا ہے تو اس کی بھی مُمانعت نہیں۔ اسی طرح رات میں آرام کرنا فرض و واجِب نہیں ہے بلکہ آرام کرنے کی ترغیب ہے کہ عُمُوماً لوگ دن میں کام کاج اور رات میں آرام کرتے ہیں لٰہذا بُزرگانِ دِین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن کا ساری رات عبادت کرنا اس آیت کے خلاف نہیں بلکہ قرآنِ کریم میں مَقْبُولانِ بارگاہ کی شَب بیداری کا واضِح بیان ہے چنانچہ پارہ 19 سورۃُ الْفُرْقان کی آیت نمبر 64 میں خُدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

مــــدینہ

1 ...... بہارِ شریعت، ۳/۶۳۶، حِصّہ: ۱۶

www.dawateislami.net

وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ﴿۶۴﴾ ترجمۂ کنزُ الایمان: اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں۔

اِسی طرح اَحادیثِ مُبارَکہ میں عِیْدَین (یعنی عِیْدُ الْفِطر اور عِیْدُ الْاَضْحٰی)، شَبِ بَراءَت اور شَبِ قدر جیسی مُبارَک راتوں میں جاگ کر عبادت کرنے کی بھی تَرغیب موجود ہے چنانچہ نبیوں کے سُلطان، رَحمتِ عالَمِیّان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ بَرکت نشان ہے: جس نے عِیْدَین کی شَب (یعنی عِیْدُ الْفِطر اور عِیْدُ الْاَضْحٰی کی رات) طلبِ ثواب کے لیے قِیام کیا، اُس دن اُس کا دِل نہیں مَرے گا، جس دن لوگوں کے دِل مَر جائیں گے۔[1] حضرتِ سَیِّدُنا امامِ اعظم اَبُو حنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو کثرتِ قیام کی وجہ سے وَتد (کِیل) کہا جاتا تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے چالیس سال تک عشا کے وُضُو سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔[2] شیخ اَبُو عَبْدُ اللّٰہ محمد بن اَبُو الْفَتح ہروی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں نے شیخ محی الدِّین سَیِّد عبدُ القادر جیلانی، قُطبِ رَبّانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی چالیس سال تک خدمت کی، اس مدت میں آپ عشا کے وُضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے۔[3] معلوم ہوا کہ رات میں آرام کرنے کا حکم فرض یا واجِب نہیں اگر فرض یا واجب ہوتا تو قرآن وحدیث میں ساری رات عبادت کرنے والوں کی تعریف و

مدینہ

1 ...... ابن ماجه، كتاب الصيام، باب فيمن قام فى لَيْلَتَى الْعِيدَيْنِ، ۲/۳۶۵، حديث: ۱۷۸۲ دار المعرفة بيروت

2 ...... الخيرات الحسان، الفصل الرابع عشر، ص ۵۰ ملتقطاً دار الكتب العلمية بيروت

3 ...... بهجة الاسرار، ذكر طريقه، ص ۱۶۴ دار الكتب العلمية بيروت

ترغیب نہ ہوتی اور نہ ہی ہمارے بُزرگانِ دِین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِيْن ساری رات شب بیداری کرتے۔

چالیس سال تک عشا کے وُضو سے نمازِ فجر

سُوال: حضرتِ سَیِّدُنا امام اعظم اَبُو حنیفہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه اور غوثِ اعظم شیخ عبدُ القادر جِیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے چالیس سال تک عشا کے وُضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی، کیا انہوں نے اس عرصہ میں نمازِ تہجُّد ادا نہیں کی؟ کیونکہ نمازِ تہجُّد کے لیے سونا شرط ہے اور سونے سے وُضو ٹوٹ جاتا ہے جبکہ یہ حضرات عشا کے وُضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے۔

جواب: ہمارے امامِ اعظم اَبُو حنیفہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه اور غوثِ اعظم شیخ عبدُ القادر جِیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے چالیس سال تک جو عشا کے وُضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی ہے اس سے یہ لازِم نہیں آتا کہ اس دَوران انہوں نے نمازِ تہجُّد ادا نہیں کی۔ نمازِ تہجُّد کے لیے نیند شرط ہے اگرچہ نیند کا ایک جھونکا ہی ہو تو یہ حضرات تہجُّد کا وقت پانے کے لیے رات کو بیٹھے بیٹھے کچھ اونگھ[1] لیتے ہوں گے جس سے نمازِ تہجُّد بھی دُرُست ہو جاتی ہے اور وُضو بھی نہیں ٹوٹتا جیسا کہ مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: تہجُّد سے پہلے سو لینا ضَروری ہے اگر کوئی بالکل نہ سویا تو اس کے نوافِل تہجُّد نہ ہوں گے۔ جن

مدینہ

1 ...... اونگھنے یا بیٹھے بیٹھے جھونکے لینے سے وضو نہیں جاتا۔ (بہارِ شریعت، ۱/۳۰۸، حِصّہ: ۲)

بُزرگوں سے مَنقول ہے کہ انہوں نے تیس یا چالیس سال عشاء کے وُضو سے فجر کی نماز پڑھی جیسے حضور غوثِ اعظم یا امام اَبُو حنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا وہ حضرات رات میں اس قدر اونگھ لیتے تھے جس سے تَہَجُّد دُرُست ہو جائے لٰہذا ان بزرگوں پر یہ اِعتراض نہیں کہ انہوں نے تَہَجُّد کیوں نہ پڑھی۔ حضرت اَبُوالدَّرْداء، اَبُوذَرْ غفاری وغیرہم صحابہ (رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن) جو شب بیدار تھے ان کا بھی یہی عمل تھا۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھیے! مُطلَقاً نیند نواقِضِ وُضو (یعنی وُضو کو توڑنے والی) نہیں بلکہ نیند سے وُضو ٹوٹنے کی دو شَرطیں ہیں جب یہ دونوں شَرطیں ایک ساتھ پائی جائیں تو وُضو ٹوٹ جاتا ہے چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں ہے: نیند سے وُضو ٹوٹنے کی دو شَرطیں ہیں: (۱) دونوں سُرین اچھی طرح جمے ہوئے نہ ہوں (۲) ایسی حالت پر سویا جو غافِل ہو کر نیند آنے میں رُکاوٹ نہ ہو۔ جب یہ دونوں شَرطیں جمع ہوں یعنی سُرین بھی اچھی طرح جمے ہوئے نہ ہوں اور ایسی حالت میں سویا ہو جو غافِل ہو کر نیند آنے میں رُکاوٹ نہ ہو تو ایسی نیند وُضو کو توڑ دیتی ہے۔ اگر ایک شَرط پائی جائے اور دُوسری نہ پائی جائے تو وُضو نہیں ٹوٹے گا۔[2] اَلبتہ اَنبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جس حالت پر بھی آرام فرمائیں، نیند سے

---

1. ...... مراٰۃُ المناجیح، ۲/ ۲۳۳
2. ...... فتاویٰ رضویہ، ۱/ ۳۶۵ ماخوذاً

ان کا وُضو نہیں ٹوٹتا چنانچہ صَدْرُ الشَّریعہ، بَدْرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اَنبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کا سونا ناقضِ وُضو (یعنی وُضو کو توڑنے والا) نہیں، ان کی آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتے ہیں۔ (1)

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
دُرُود شریف کی فضیلت	2	ایک شعر کی تشریح	16
جنت میں عورتوں کو کیا ملے گا؟	3	بکرے کی کھال پر بیٹھنا کیسا؟	17
گداگری کا پیشہ اِختیار کرنا کیسا؟	5	”کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم“ لکھنے کی وجہ	18
پیشہ ور گداگروں کو زکوٰۃ دینے کا حکم	6	بد مذہبوں سے بچوں کو پڑھانے کا حکم	19
فقیر اور مسکین میں فرق	7	اَنبیائے کرام کا بُرے خاتمے کا خوف کرنا	21
خُونی رِشتہ داروں کو زکوٰۃ و فِطرہ دینا	8	جتنا علم زیادہ اتنا خوف زیادہ	23
سَماجی اِداروں کو زکوٰۃ دینا	9	تین سو اَنبیائے کِرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی زیارت	24
مَزارات کو پیٹھ کرنا بے اَدبی ہے	11	دن کام کے لیے اور رات آرام کے لیے	25
عبادت اور تعظیم میں فرق	13	رات بھر عبادت کرنا	27
حضور کعبے کے بھی کعبہ ہیں	14	چالیس سال تک عشا کے وُضو سے نمازِ فجر	29

مــــــــــــــــــــــدینہ

1 ...... بہارِ شریعت، ۱/ ۳۰۸، حِصّہ ۲

الله

صلّوا علی الحبیب!

صلّی اللہُ علیٰ محمد

"مالِ حلال بھی صرف اُتنا ہی جمع کرو جس کا

قیامت کے روز حساب دے سکو!!!"

المدینہ

البقیع

محمد الیاس قادری مدینہ

۱۷ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نیک نمازی بننے کیلئے

ہر جمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمائیے ❁ سنّتوں کی تربیت کے لئے **مَدَنی قافلے** میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❁ روزانہ ''فکرِ مدینہ'' کے ذریعے **مَدَنی انعامات** کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذمے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔'' اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اصلاح کے لیے ''**مَدَنی انعامات**'' پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ''**مَدَنی قافلوں**'' میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

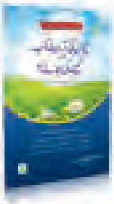
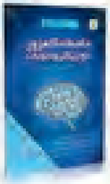
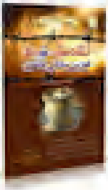
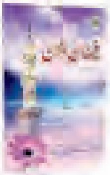

ISBN 978-969-579-646-6
0125094

فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net